تیئیسواں باب

دو مختلف طرح کے طرزِ حیات اور دو انجام

۱۶۲ جس طرح دنیا کی چیزیں جوڑے جوڑے ہیں، دنیا کا جوڑا، آخرت ہے

۱۶۳ اللہ کی راہ میں بغیر احسان جتائے خرچ کرنا

۱۶۳ سُوْرَۃُ اللَّیْل کے دوسرے حصے میں بیان شدہ امور۔

تیئیسواں باب

دو مختلف طرح کے طرزِ حیات اور دو انجام

پچھلے باب میں ہم نے جانا کہ ابو بکر صدیقؓ نے اللہ کی رضا جوئی کی خاطر ان سارے غلاموں اور لونڈیوں کو خرید کر آزاد کر دیا جو ایمان لانے کے جرم میں بے طرح ستائے جا رہے تھے، آپؓ کی اس بے مثال سخاوت پر جبریلِ امینؑ سورۃ الیل لے کر تشریف لائے جس میں ابو بکر صدیقؓ کی ستائش اور دین کے دشمن مشرکوں کی مذمت کی گئی ہے۔

۴۶: سُوْرَةُ اللَّيْل [۹۲– ۳۰:عمّ]

جس طرح دنیا کی چیزیں جوڑے جوڑے ہیں، دنیا کا جوڑا، آخرت ہے۔ یہ مختصر سورۃ دو (۲) اجزا پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں سب سے پہلے یہ بتایا گیا ہے کہ دنیا میں چیزیں جوڑے جوڑے ہیں اور ساتھ ہی یہ بتا گیا ہے کہ دنیا میں ہر دور میں دو تہذیبیں یا دو طرح کے معاشرے رہے ہیں ایک الہامی ہدایت سے دور انسان کے تخلیق کردہ جسے ہم جاہلیت کے نام سے جانتے ہیں اور دوسرا وحی اور الہام کے تابع جسے ہم اسلام کے نام سے جانتے ہیں، نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰؑ سارے نبی اسلام کو ہی انسانوں کے سامنے پیش کرتے رہے۔ اسلام اور جاہلیہ انسانوں میں دو طرح کے رویوں کو جنم دیتے ہیں پہلا روّیہ: مَنْ اَعْطٰى وَ اتَّقٰى ۝۵ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى کا ہے اور دوسرا: مَنْ بَخِلَ وَ اسْتَغْنٰى ۝۸ وَ كَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ، کا ہے، آیئے جبریل جو پیغام لائے ہیں اس کے قریب ترین مفہوم کا مطالعہ کرتے ہیں:

دو مختلف طرح کے طرزِ حیات [Life Styles]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم چیزیں تو جوڑے جوڑے ہیں، گواہی ہے اِس بات پر رات کے چھا جانے کی، اور دن کے روشن ہو جانے کی اور ہر طرح کی حیات میں نر اور مادہ کی پیدائش بھی یہی گواہی دیتی ہے کہ چیزیں تو جوڑے جوڑے ہیں دن و رات اور نر و مادہ کی مانند، پھر سوچو ذرا اس دنیا کا جوڑا کہاں ہے؟ وہ تو آخرت ہے! در حقیقت تم لوگوں کے طرزِ حیات (Life-Style) دو مختلف طرح کے ہیں۔ کچھ لوگ

آخرت پسند ہیں سو وہ تو وہ لوگ ہیں جو فی سبیل اللہ مال خرچ کرتے ہیں اور اللہ کی نافرمانی سے بچتے ہیں، اور سچی اور اچھی بات کی تصدیق کرتے ہیں۔ ایسے عمدہ لوگوں کے لیے اُن کے رب نے اپنے اوپر لازم کیا کہ زندگی میں نیکی کی راہ آسان رہے فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡيُسۡرٰى۔ دوسری طرح کے لوگ دنیا پرست ہیں سو وہ تو وہ لوگ ہیں جو فی سبیل اللہ مال خرچ کرنے میں بخیل ہیں کنجوس ہیں اپنے رب کو بھول جاتے ہیں اور سچی اور اچھی بات کو جھٹلاتے ہیں ایسے ناب کار لوگوں کے لیے اُن کے رب نے اپنے اوپر لازم کیا کہ زندگی میں بدی کی راہ آسان ہو فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡعُسۡرٰى اور اُس کم نصیب کا مال آخر اُس کے کس کام آئے گا جب کہ وہ ہلاک ہو (کر قبر میں) جائے گا، کیا کچھ ساتھ لے جائے گا؟ .... [مفہوم آیات ۱-۱۱]

اللہ کی راہ میں بغیر احسان جتائے خرچ کرنا اللہ کی رضاجوئی کا ذریعہ ہے، جس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں اُس وقت ابو بکرؓ کی تحسین تھی جو اللہ کی راہ میں ایسے غلاموں اور لونڈیوں کو آزاد کرانے پر اپنا مال بے دریغ خرچ کر رہے تھے جو اسلام قبول کرنے کے جرم میں ستائے جا رہے تھے۔ اللہ کے ان پسندیدہ لوگوں کا دوسرا وصف جو بیان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ 'سچی اور اچھی بات کی تصدیق کرتے ہیں' اس معاملے میں بھی صدیق اکبرؓ اپنی مثال آپ تھے نبی ﷺ کی رسالت کی آپ نے آگے بڑھ کر تصدیق کی، نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ ما دعوت احدا الی الاسلام الا کانت فیه عنده کبرة ونظرو تردد الا ما کان من ابی بکر بن ابی قحافه ما علم حین ذکرته له ما تردد فیه۔ میں نے جس کسی کو بھی اسلام کی دعوت دی اُس نے اِس کو قبول کرنے میں کسی نہ کسی تاخیر اور پس و پیش کا اظہار کیا سوائے ایک ابو بکر بن ابی قحافہ کے کہ جب میں نے ان سے اس کا ذکر کیا تو انھوں نے اس کے قبول کرنے میں کسی قسم کی تاخیر یا پس و پیش کا اظہار نہیں کیا۔

سُوۡرَةُ الَّیۡلِ کے دوسرے حصے میں بیان شدہ امور۔

۱. اللہ نے یہ بتا دینا اپنے ذمہ لیا ہے کہ زندگی کے مختلف راستوں میں سے سیدھا راستہ کون سا ہے اِنَّ عَلَيۡنَا لَلۡهُدٰىؗ ﴿۱۲﴾ وَاِنَّ لَنَا لَلۡاٰخِرَةَ وَالۡاُوۡلٰى ﴿۱۳﴾۔ مشرکین مکہ کے سامنے محمد ﷺ اللہ کا کلام پیش کر رہے تھے، رسول اور قرآن، دونوں ہدایت دینے کے لیے سب کے سامنے موجود تھے۔

۲. دنیا اور آخرت دونوں کا مالک اللہ۔ فَاَنۡذَرۡتُكُمۡ نَارًا تَلَظّٰىۚ ﴿۱۴﴾ لَا يَصۡلٰىهَاۤ اِلَّا الۡاَشۡقَىۙ ﴿۱۵﴾ الَّذِىۡ كَذَّبَ وَتَوَلّٰىؕ ﴿۱۶﴾ وَسَيُجَنَّبُهَا الۡاَتۡقَىۙ ﴿۱۷﴾ الَّذِىۡ يُؤۡتِىۡ مَالَهٗ يَتَزَكّٰىۚ ﴿۱۸﴾ دنیا مانگو گے تو وہ بھی اسی سے ملے گی اور آخرت

مانگو گے تو اس کا دینے والا بھی وہی ہے۔ جو بدنصیب رسول اور کتاب کو جھٹلائے گا اس کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار ہے۔

۳. وَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى ﴿۱۹﴾ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ﴿۲۰﴾ وَ لَسَوْفَ يَرْضٰى ﴿۲۱﴾۔ اور جو صرف اور صرف اپنے رب کی رضا جوئی کی خاطر اپنا مال فی سبیل اللہ خرچ کرے گا اس کا رب اس سے راضی ہو جائے گا۔

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ سمجھانا، بتانا ہمارا کام ہے، اور یہ بھی بالکل صحیح کہ آخرت اور دنیا، دونوں کے ہم ہی مالک ہیں۔ پس اس دنیا میں، ہم نے تم کو بتا دیا، آگاہ کر دیا ہے دوزخ یعنی بھڑکتی ہوئی آگ سے۔ اور آخرت میں کوئی نہیں جھلسے گا اس دوزخ میں مگر وہ بڑا بدنصیب (ابولہب کی طرف اشارہ ہے) جس نے جھٹلایا سچی بات کی دعوت دینے والوں کو پھر اُن سے مُنہ پھیرا اور اُن کی بات نہ سنی۔ آخرت میں ان بدبختوں سے دُور رکھے جائیں گے وہ نہایت پرہیز گار عمدہ لوگ جو اپنے تزکیے کی خاطر اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ جس پر خرچ کرتے ہیں اُس پر کوئی احسان نہیں کرتے ہیں اور نہ جتاتے ہیں کہ جس کا بدلہ اُسے دینا ہو۔ وہ تو صرف اپنے بزرگ و برتر رب کی رضا حاصل کرنے کے لیے اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ اور وہ بزرگ و برتر رب ضرور ایسے بندوں سے راضی اور خوش ہو گا [۵۴]۔ [مفہوم آیات ۱۲-۲۱]

☆☆☆☆☆

---

۵۴ یہ اس پرہیزگار آدمی کے خلوص کی مزید توضیح ہے کہ وہ اپنا مال جن لوگوں پر صرف کرتا ہے ان کا کوئی احسان پہلے سے اس پر نہ تھا کہ وہ اس کا بدلہ چکانے کے لیے، یا آئندہ ان سے مزید فائدہ اٹھانے کے لیے ان کو ہدیے اور تحفے دے رہا ہو اور ان کی دعوتیں کر رہا ہو، نہیں بلکہ وہ اپنے ربِ برتر کی رضا جوئی کے لیے ایسے لوگوں کی مدد کر رہا ہے جن کا نہ پہلے اس پر کوئی احسان تھا، نہ آئندہ ان سے وہ کسی احسان کی توقع رکھتا ہے۔ اس کی بہترین مثال ابو بکرؓ کا یہ فعل ہے کہ شہرِ دعوت، مکہ میں جو بے کس غلام اور لونڈیاں اسلام قبول کرنے کے جرم میں، اپنے مالکان کے ہاتھوں بے تحاشا ظلم سہہ رہے تھے، اُن کو خرید کر وہ آزاد کر دیتے تھے۔ تاکہ وہ ان کے ظلم سے بچ جائیں۔ ابن جریر اور ابن عساکر نے عامر بن عبداللہ بن زبیرؓ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ ابو بکرؓ کو اس طرح ان غریب غلاموں اور لونڈیوں کی آزادی پر روپیہ خرچ کرتے دیکھ کر ان کے والد نے ان سے کہا کہ بیٹا، میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کمزور لوگوں کو آزاد کر رہے ہو۔ اگر مضبوط جوانوں کی آزادی پر تم یہی روپیہ خرچ کرتے تو وہ تمھارے قوت بازو بنتے۔ اس پر ابو بکرؓ نے ان سے کہا "ای ابہ انما ارید ما عند اللہ"، "ابا جان، میں تو وہ اجر چاہتا ہوں جو اللہ کے ہاں ہے"۔ [تفہیم القرآن، حاشیہ ۱۰ سورۃ الیل]